Tauseeq, Volume. 4, Issue. 1
ISSN (P) 2790-9271 (E) 2790-928X
DOI: https://doi.org/10.37605/tauseeq.v4i1.47

Received: 20-03-2023
Accepted: 27-05-2023
Published: 30-06-2023

اردو شاعری پر قومی گیتوں کے اثرات کا جائزہ

The Influence of National Songs on Urdu Poetry a Review

فرزانہ خدرزئی*
ڈاکٹرخالد خٹک **

Abstract:

The pak-India wars, especially the 17-day war of 1965, greatly influenced urdu poerty. Not only did the number of songs increase, but the enlightenment of history of nationalities began. The love and attachment of the home land to every thinghas manifested itself in the form of national anthems. National anthems increase their influence. Different genres of poetry expand their scope by accepting the influence of national anthems. The stability of the tradition of national songwriting in the short period of the establishment of Pakistan gradually had an impact on other poetry as well. The relationship with the Islamic civilization was cut off from the Indian civilization. Urdu poetry became a national unity. The ideas of dimensionality, civilization and culture, regional harmony, unity, soil of the land of Pakistan emerged in various forms.

Keywords: Homeland, soil, National identity, civilization, Jihad Accepting, Scope, Anthem, Home land, Influenced, Genres.

پاک بھارت جنگوں خصوصا۱۹۶۵ع کی سترہ روزہ جنگ نے اردو شاعری کو بہت متاثرکیا ۔اس پس منظر میں لکھے گئے قومی گیت، قوم کی رگوں میں خون بن کر دوڑنے لگے۔ ان سترہ روز میں تخلیق کیے جانے والے گیتوں نے اردو شعر وادب کی تاریخ میں نئے امکانات کے در وا کیے ۔قومی گیت جو اس وقت تک سست روی سے قدم بڑھا رہے تھے تیزی کے ساتھ متحرک ہوئے ۔نہ صرف گیتوں کی تعداد میں بے پناہ اضافہ ہوا بل کہ اردو کے قومی اور ملی گیتوں کی تاریخ کا روشن زمانہ شروع ہوتا ہے ۔اس جنگ کے توسط سے

---

* اسسٹنٹ پروفیسر،گورنمنٹ گرلزڈگری کالج جناح ٹاؤن کوئٹہ
** صدرِ شعبہ اردو بلوچستان یونیورسٹی کوئٹہ

قومی گیتوں میں نئے حالات و شعور و ادراک ملتاہے۔قومی گیت اپنی بے پناہ تخلیقی توانائی کی بہ دولت فکری اور فنی سرمایے کے اعتبار سے زرخیز اور متمول ہوگے

قومی گیت موضوعاتی اور اسلوبی اعتبار سے کثیر الجہات ہیں ۔یہ گیت فکری اعتبار سے نئی جہت میں سفر کرنے پر مجبور کرتے ہیں ۔ تاریخی شعور کو متحرک کرتے ہیں اور سماجی شعور کو بے دار کرتے ہیں۔محبت،دوستی،یک جہتی کے دیرپا رشتے استوار ہوئے۔ان رشتوں کی تعمیر و تزئین باربار مختلف انداز سے کی گئی اور یوں یہ موضوع گیتوں میں یک رنگی سے ہمہ رنگ ہو گیا۔نت نئے خیالات اور الفاظ و تراکیب کا وافر ذخیرہ شاعری میں داخل ہوا ۔ان گیتوں کے توسط سے شعرا کا وطن ،دھرتی اور مٹی سے محبت کا قلبی اتصال غیر معمولی طور پر ظاہر ہوا۔وطن کی ہر شے سے محبت اور وابستگی قومی گیتوں کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی۔یہ وابستگی اور محبت انسانی جذبوں کی وہ عطا ہے جو بے اختیار حب الوطنی کی طرف مائل کرتی ہے ۔مخصوص لفظیات اورکرداروں سے قومی گیت اپنا شعری منظر نامہ تشکیل دیتے ہیں۔ ان گیتوں نے پاکستان کی اردو شاعری کو نئے تخلیقی ذائقے سے آشنا کیا۔حتی کہ غزل جیسی صنف شاعری جو عشقیہ تہذیب پر چلتی تھی اس کا بھی منظرنامہ بدل کر رہ گیا۔غزل میں کبھی روایتی عشق و عاشقی کے مضامین کو ردکر کے معروف روایتی دنیا سے بے نیازی اختیار کی گئی تو کبھی روایت پر چلتے ہوئے نیا اور منفرد زاویہ عطا کیاگیا۔غزل میں تخیلاتی تہذیب و ثقافت کی جگہ پاکستانی معاشرے کی حقیقی تصویریں جگہ پانے لگیں۔پاکستانی تہذیب و معاشرت پر توجہ کا رجحان اس قدر بڑھا کہ شاعری کی تقریبا تما م اصناف میں اس کی تشکیل کے مظاہرے ہوئے۔شعرا نے غزل کے علاوہ پاکستانی تہذیب و معاشرت کی عکاسی نظم نگاری کی مختلف ہیتوں میں بھی ضروری سمجھی۔گیتوں میں مختلف الجہات تجربے کیے گئے۔اس طرح گیتوں کے توسط سے اردو شاعری کا رخ ایک نئی سمت میں مڑ جاتا ہے۔جس کے تحت شعر و ادب میں موضوعات کا تنوع دیکھنے کو ملتا ہے۔قوم اور ملت کے حوالے سے نئے موضوعات،نئے اسالیب،پیمانے اور نئے تجربے دیکھنے کو ملتے ہیں۔گیتوں نے قومی معاملات و مسائل کے حوالے سے صرف صنف گیت پر ہی اکتفا نہیں کیا بل کہ شاعری کی دیگر اصناف میں بھی اپنا اثر و رسوخ پیدا کر لیاہے۔شاعری کی مختلف اصناف قومی گیتوں کے اثرات کو قبول کر کے اپنے دائرہ کار کو بڑھا لیتی ہیں۔اب قومی و ملی شاعری صرف گیت،نغمے یا ترانے تک محدود نہیں رہتی۔اردو شاعری میں قومی ،سیاسی وادبی رجحانات سب سے پہلے ۱۸۵۷ع کے بعد ابھرے۔قومی مسائل کا تذکرہ اور وطن سے محبت کا اظہار اگرچہ اس سے قبل بھی اردو غزل میں موجود تھا ۔اس حوالے سے بہت سے شہر آشوب بھی لکھے گئے مگر۱۸۵۷ء کے بعد اردو ادب میں براہ راست قومی جوش و خروش،حریت پسندی ،قومی و ملی احساس اور آزادی وطن کی ترجمانی کے رجحانات دیکھنے کو ملے

۔بدلے ہوئے حالات کے مطابق شاعری سماجی حقیقتوں کی آئینہ دار ہوئی۔ اس میں زندگی کے مسائل کا ادراک ملنے لگا۔اکبر الہ آبادی،اقبال اور ظفر علی خان قومی بے داری کا فریضہ انجام دے رہے تھے۔قومی بے داری،حب الوطنی کے ساتھ ساتھ مناظر فطرت کو بھی موضوع بنایا گیا ۔ قومی نظموں کا اثر، شاعری کی دوسری اصناف پر بھی براہ راست پڑا۔ گیتوں نے قومی معاملات و مسائل کے لیے اردو نظم سے اخذ و استفادہ کیا۔رفتہ رفتہ قومی شاعری سے اردو کا قوی گیت اثر قبول کرکے نئے رہنگ و آہنگ کے ساتھ شعر و ادب میں منور ہوا اور عہد بہ عہد اس میں نئے جحانات جگہ پاتے گئے۔

قومی و ملی احساس اور نظریہ پاکستان کی بقا ،جوش و خروش اور حب الوطنی کے شدید رجحانات قیام پاکستان کے بعد پاک بھارت جنگوں کے تناظر میں لکھے گئے قومی گیتونمیں دیکھنے کو ملے ۔بھارت کی جارحیت کے بعد قومی گیتوں کا اردو شاعری پرتیزی سے اثر پڑا۔اس جنگ نے قومی تشخص کی بے داری میں اہم کردار ادا کیا ۔قومی بے داری کے یہ جذبات اب اردو شاعری کااہم سرمایہ ہیں۔ان گیتوں میں اس مختصر سے عرصے کے دوران وہ قوت اور توانائی ابھر آئی کہ وہ شاعری کی دیگر اصناف کو بھی متاثر کر گئیں۔یہیں سے ہی اردو شعرو ادب میں نئے باب کا اضافہ ہوا۔قومی گیتوں کے اثرات قبول کرنے کے بعد اردو شاعری میں اس طرز اسالیب کو مقبولیت ملی۔ شاعری میں اسلامی اثرات کی کارفرمائی نظر آتی ہے ۔شعرا نے اپنا تخلیقی رشتہ سر زمین پاکستان کی روایت سے استوار کیا۔اس روایت کے بعد پاکستان کی علاقائی زبانوں کی شاعری بھی شعرا کی روایت کا مرکز بنی۔یہ انداز اس قدر مقبول ہوا کہ ۱۹۶۵ع کی جنگ کے بعد ایک مکمل رجحان بن کر اردو شاعری میں جلوہ نما ہوا۔اسلامی تلمیحات،تشبیہات و استعارات اور علامات کی کثرت دکھائی گئی۔اسلامی مزاج کی غماز تراکیب کا استعمال کیا گیا۔قومی گیتوں کے اثرات سے شاعری میں مختلف النوع تجربات کیے۔گیت کی صنف کا بنیادی عنصر موسیقی،ساز و آواز کا تال میل،مصر عوں کی ترتیب ،اتار چڑھاؤسب مل کر مجموعی طور پر نغمگی و مو سیقی کے سماں کو پیش کرتے ہیں۔اردو شاعری کا دامن فنی و فکری حوالے سے وسیع ہوا جو اپنے اندر وسعت و ارتقا کے خاصے امکانات رکھتا ہے۔اردو شاعری میں اعلیٰ مو ضوعات کی طرف توجہ دی گئی۔۶۵ کی جنگ کے بعدپاکستانی قوم کی اجتماعی زندگی میں سب سے بڑا سانحہ مشرقی پاکستان کا ۱۹۷۱ع میں کٹ کر الگ ہو جانا تھا۔ اس سانحے نے روح و اذہان دونوں کو متاثر کیا۔اس المیے کا شعرا نے اپنے اپنے طریقے سے پر درد انداز میں اظہار کیا۔اس عہد کی شاعری میں سیاسی الم و دکھ،اپنوں کی سازشیں ، اندیشے،خوف ،حوصلہ، جدوجہد کا رنگ نمایاں ہے۔اردو شاعری میں قومی یک جہتی،تہذیب و ثقافت،علاقائی ہم آہنگی،یگانگت، ارض پاک کی مٹی جیسے خیالات مختلف النوع شکلوں میں ابھر آئے۔شاعری

کی کوئی بھی صنف اٹھا کر دیکھ لیں اس میں قومی و ملی تشخص اور شعور کی جھلکیاں دکھائی دیتی ہیں۔جس کی تفصیل یہ ہے:

اردو غزل پر قومی گیتوں کے اثرات

غزل اپنی ہیت کے اعتبار سے اردو ادب کی تمام اصناف میں منفرد مقام و مرتبہ رکھتی ہے۔غزل کا ہر شعر اپنی معنویت اور اظہار کے اعتبار سے ایک الگ حیثیت رکھتا ہے۔شاعری کی دیگر اصناف جیسے حمد،نعت،گیت ،نظم ،منقبت، سلام، مثنوی کے اشعار کو ان کی بناوٹ اور معنویت سے الگ نہیں کیا جا سکتا،لیکن غزل کا ہر شعر غزل کا حصہ ہونے کے باوجود اس سے جد ا بھی رہتا ہے اور وابستہ بھی رہتا ہے۔اٹھارویں صدی کے ہندوستان کی سیاسی فضا نے اردو غزل کو متاثر کیا۔دگرگوں حالات کی بہ دولت اس میں غم والم، دکھ اور کرب کے موضوعات کو جگہ ملی۔۱۸۵۷ء کے بعدہندوستان کی سیاسی تبدیلیوں اور دو قومی نظریے کی بہ دولت اردو غزل میں مذہبی رجحانات کو جگہ ملی۔قیام پاکستان کے بعد اردو غزل میں پاکستانی تہذیبی اسالیب کی نمائندگی ہونے لگی۔پاکستانی رسوم و رویات کے بیان کو جگہ ملنے لگی ۔پاک بھارت جنگوں کے بعد اس رجحان میں تیزی آئی اپنے جغرافیائی حدود میں پنپنے والی تہذیب کی روایت سے غزل ایک نئے ذائقے سے روشناس ہوئی اور پاکستانی تہذیب کی نمائندگی کرنے لگی۔طاہرہ احساس جتک اس تہذیب کی نمائندگی کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

''میری تہذیب کی خوشبو مہک اٹھے گی دنیا میں
ابھی دھرتی کے سینے پر میرے فنکار باقی ہیں
رچی ہے بے پرا میرے تمدن کی فضاؤں میں
میرے جھرنے میری وادی میرے کو ہسار باقی ہیں'' (1)

اپنے معاملات و مسائل کے بیان کے لیے مقامی الفاظ،علامات،استعارے،تشبیہوں اور تلمیحات پر مشتمل شعری نظام قائم ہوا۔پاکستانی تہذیبی تشخص پر مشتمل یہ نظام پاک بھارت جنگوں کے دوران مستحکم ہوا۔ پاک بھارت جنگوں کے بعد غزل میں قومی گیتوں کا اثر کسی نہ کسی صورت نمایاں ہوا۔قومی و ملی خیالات و افکار غزل کے قالب میں مخصوص غزلیہ پیرایہ اختیار کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔اردو غزل میں ان موضوعات کی اثر آفرینی ۱۸۵۷ء کے بعد مولانا الطاف حسین حالی اور علامہ اقبال کی بہ دولت رونما ہوئی۔ انسان دوستی،حب الوطنی اور سامراج دشمنی کے جذبات کو تقویت ۱۹۳۶ء میں ترقی پانے والی ترقی پسند تحریک سے ملی ،لیکن ترقی پسندوں کو پاکستان میں اپنے خوابوں کی تعمیر نظر

نہیں آتی تھی جس کے لیے وہ کوشاں رہے۔یہی وجہ ہے کہ وہ نظریاتی طور پر پاکستان کو قبول نہ کر سکے۔قومی گیتوں کے اثر سے اردو غزل میں سماجی مساوات،انسان دوستی ،حب الوطنی ،نظریہ پاکستان کی سالمیت اور بقا کے جذبات عام ہوئے۔ان میں سر زمین پاکستان کی بقا ،اقتصادی و سماجی انصاف کی لیے سیاسی بے داری دکھائی دی۔۱۹۶۵ع کی جنگ سے قومیت کی شناخت کو نیا موڑ اور نئی پہچان ملی۔دفاع وطن اہم موضوع قرار پایا۔زمین اور دھرتی کی محبت پر مبنی جذبات قومی گیتوں کی طرز پر ابھرے۔غزل میں بھی حقیقی ماں کی نسبت دھرتی ماں کے مقام و مرتبے کو زیادہ مقدم قرار دیا گیا۔قومی گیتوں میں دھرتی ماں کا پیار بھرا رشتہ ہوتا ہے۔ امتزاج ،میں اعتبار ساجد دھرتی ماں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں:

''اے مری خاکِ وطن ! نذر ہے ہر قطرئہ خُوں

اے مری ماں !ترا دامن مجھے پہچانتا ہے '' (2)

گیتوں کے اثرات سے غزل کو نیا لب ولہجہ ،نئی ذہنی بلندی اور نیا شعور ملا۔ وطن کی ترقی اور حب الوطنی کا جذبہ گہرائی سے ملنے لگا۔غزل میں قومی و ملی جذبوں، وطن سے محبت،جدوجہد اور عمل کے مضامین بیان ہونے لگے۔شاعری میں عام رجحانات سے ہٹ کر نئی فضا قائم ہوئی۔ان میں ملک کی بقا ،سلامتی ،خوش حالی،ترقی اور نظریہ پاکستان کی سالمیت کو اجاگر کیا گیا۔غزلوں میں قوم و ملت کی ترقی و تعمیر کے پیغامات دیے گئے۔شعرا نے ان میں قومی و ملی اقدار و روایات کو موضوع سخن بنایااگر چہ اس حوالے سے کسی مخصوص شاعر کا نام نہیں لیا جا سکتا تاہم اردو کے بہت سے اہم شعرا نے خصوصی طور پر قومی و ملی افکار اپنا کر اس موضوع کو وسعت دی۔مظفر وارثی کے اس شعر میں ایسی ہی صورت حال دکھائی دیتی ہے:

''وطن کی ریت ذرا ایڑیاں رگڑنے دے

مجھے یقین ہے کہ پانی یہیں سے نکلے گا'' (3)

قیام پاکستان کے بعد اردو غزل میں یہ موضوعات قومی گیتوں کی اثر پذیری سے داخل ہوئے۔وطن سے محبت کاجذبہ غزل میں داخلی کیفیات سے آمیز ہو کر اشعار کی صورت میں ڈھلتا ہے۔۱۹۶۵ع کی جنگ کے بعد سامنے آنے والے نئے ماحول نے غزل کو ایک نیا طرز اظہار دیا ۔ارض پاک سے محبت کے موضوعات کو غزل میں رواج ملا ۔شعرا نے قومی و ملی مسائل کے لیے بھی غزل کا سہارا لیا۔ایسی علامتیں اور استعارے برتے گئے جو اپنی تہذیب اور ثقافت کی نمائندگی کرتے ہیں ۔

اردو غزل غم و الم کے اظہار کے بغیر مکمل نہیں ہوتی ۔پاکستانی قوم کی زندگی میں سب سے بڑا المیہ مشرقی بازو کا کٹ کر الگ ہو جاناتھا۔قومی گیتوں کی طرح ۱۹۷۱ع کے بعد کی غزل میں پر درد انداز میں اس المیے کا اظہار کیا گیا۔ان غزلوں میں غم کا استعارہ سقوط ڈھاکہ کہ صورت ابھرا۔غزل میں اس کرب کا اظہارا کیا گیا جو وطن کے دولخت ہو جانے کی وجہ سے ابھرا تھا۔اس عہد کے بعد غزل کے اکثر و پیشتر اشعار سقوط ڈھاکہ کے استعارے اور علامت سے مزین ہوئے۔ شعرا کے ذہن میں شعور ی یا لاشعوری طور پر سقوط ڈھاکہ کا واقعہ کسی نہ کسی صورت غزل کے اشعار میں در آتا ہے۔اس دور میں مایوسی، افسردگی ،شکست خوردگی کے احساس کی بہ دولت قومی گیت کم ہی لکھے گئے۔ غم و الم اور حالات کی کرب ناکی سے ایسی فضا تھی جو غزل کی پرورش کے لیے بہترین تھی ہی سیاسی منظرناموں کو سمو کر مزاحمتی رویہ بھی اپنا یا گیا۔امجد اسلام امجد کی غزل کے یہ اشعار وطن کے دولخت ہونے کے سانحے کے ساتھ اپنے عہد کے سیاسی احوال کو بھی سامنے لاتے ہیں۔جس میں حکمرانوں کی لاپرواہی کی بھی مذمت کی گئی ہے:

''دیکھو تو کتنے چین سے ! کس درجہ مطمئن !

بیٹھے ہیں ارضِ پاک کو آدھا کیے ہوئے'' (4)

سیاسی نقشہ بدلنے کے بعد ،اس ماحول نے غزل کو ایک نیا طرز اظہار دیا۔مایوسی اور قومی تشخص جیسے سوالات اٹھے۔سیاسی حالات کے تناظر میں مزاحمت جیسے مو ضو عات کو جگہ ملی ۔یہ غزل اپنے عہد کے آشوب کو اپنے اندر سمیٹتی ہے۔ اپنے عہد کے حالات کو سامنے لاتی ہے۔اس زمانے میں جو مایوسی اور افسردگی کی جو کیفیت پیدا ہوتی ہے اردو غزل میں بھی اس کرب کے نقشے ملتے ہیں۔ غزل میں بھی گیتوں کی طرح مشرقی پاکستان میں ہونے والی ناانصافیوں ، حکمرانوں کی نااہلی،مشرقی پاکستان میں ڈھائے جانے والے ظلم و ستم کے کرب و اندوہ کو موضوع سخن بنایا گیا۔حساس ذہنوں نے ان حالات کا گہرا اثر لیا۔افسوس ناک حالات کی وجہ سے جو مایوس کن کیفیت ابھری غزلوں میں اسے بھی پیش کیا گیا۔اس دور کی غزلوں میں سقو طِ ڈھاکہ نے ایک شعری رجحان کی شکل اختیار کرلی اور شعرا نے اسے طرح طرح سے رقم کیا۔ناصر کاظمی ،اقبال عظیم،سید منیر،سر شار صدیقی،مقبول نقش،شہزاد احمد،پروین شاکر،سیف زلفی،جمیل یوسف،رئیس امروہوی،افضل منہاس،افسر ماہ پوری،اختر لکھنوی،عبید اللہ علیم،عدیم ہاشمی،جلیل عالی،ارشد نعیم،ذکی آذر نے مشرقی پاکستان سے ابھرنے والے سانحے کو غزلوں میں رقم کیا۔ظفر اقبال، مضراب و رباب میں ارض ِپاک کی اس تقسیم کے خلاف شدید رد عمل کا اظہا ر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''جشن شکست کو ہم نے منایا بالاہتمام

غیرت کو دھوم دھام سے دفنا دیا گیا’’ (5)

اس المیہ فکری روش کے علاوہ قومی گیتوں میں برتے جانے والے تشبیہات و استعارات اور علامتوں کوغزل میں بھی جگہ دی گئی ۔غزل میں بھی قومی گیتوں کی طرز پر انسانیت اور قوم کی تعمیر و ترقی کے جذبات دکھائے گئے۔ ان میں سماجی مساوات، انسان دوستی و محبت کا پیغام ملتا ہے۔اردو غزل کا ایک موضوع یہ بھی قرار پایا کہ انسان امن و سلامتی کا دامن کبھی بھی ہاتھ سے نہ چھوڑے تاکہ دھرتی امن و سلامتی کا گھوارہ بن جائے۔صدف ؔغوری کی غزل کے اشعار میں گیتوں کے اثر سے امن و اخوت کا رنگ کچھ اس طرح جھلکتاہے :

‘‘کریں کچھ امن کی تدبیر لوگو

بدل دیں ملک کی تقدیر لوگو

اخوت،بھائی چارہ اور محبت

کریں دنیا کو یوں تسخیر لو گو’’ (6)

اردو غزل پر قومی گیتوں کا ایک اثر یہ بھی پڑا کہ قومی گیتوں کی طرح ان میں بھی تکلف ،تصنع ،بناوٹ اور بے محل باتونسے گریزکیا گیا۔سادگی و سچائی کو جگہ دی گئی۔محبت اور عشق غزل کا بنیادی موضوع ہے ۔قومی گیتوں میں وطن کے ذرے ذرے سے عشق و محبت کا جذبہ موجزن دکھائی دیتا ہے ۔اردو غزل بھی قومی گیتوں کے اثر سے روایتی محبوب کے برعکس وطن ،دھرتی اور مٹی محبوب کا روپ دھار لیتی ہے۔غزل میں عاشق کا جو پیکر ابھرتا ہے وہ قومی گیتوں کی ان تراکیب سے ماخوذ ہے جیسے جواں مرد،ایثار پسند،شہادت کا شائق،ہمت رکھنے والا،باطل سے ٹکرانے والا،آہنی کردار والا،بہادر ،جنگجو،دشمنوں پر قہر بن کر ٹوٹنے والا،یہ سب پاک افواج کے جوانوں کے کردارسے اردو غزل نے اپنے اندر جذ ب کیے ۔اس حوالے سے حاوی اعظم ایک غزل میں لکھتے ہیں:

‘‘میں آہن اور بریشم ہے تو‘خیال رہے

اُصول و عشق ہو آپس میں ایک‘مشکل ہے

بہادروں کا سُنا قصہ ‘تو خیال آیا

یہ کس قدر مری رُوداد کے مما ثل ہے’’ (7)

حسن کی بزم میں زیرِ قدم رہنے والا عاشق جب رزم میں داخل ہوتا ہے تو دشمنوں پر خدا کا قہر بن کر ٹوٹتا ہے ۔حاوی اعظم کے اس شعر میں گیتوں میں ابھرنے والے شجاع،غیور اور بہادر جوان کا عکس صاف نظر آتاہے :

''گو بزم میں زیرِ قدم حُسن پڑا ہُوں
جب رَ زم میں ہُو تا ہُوں تومَیں قہرِ خُداہوں' (8)

عاشق کی ایک صورت ان قیدیوں کی صورت میں بھی ابھرتی ہے جنہیں قیدخانے میں رکھا گیااور طرح طرح کے مظالم ڈھائے گئے ہیں یہ ان قیدیوں کا عکس ہیں جنہیں ۱۹۷۱ع کی جنگ کے دوران قید میں رکھا گیا۔اس کے علاوہ نظریہ پاکستان کی بقا کی خاطر ۱۹۶۵ع کی جنگ میں پاکستانی قوم نے جس جدوجہد،جوش و خروش کا مظاہرہ کیا۔ سپاہیوں نے صبر و استقلال اورجواں مردی کے ساتھ جو وفاداری دکھائی اس عشق کی مثال نہیں ملتی۔ غزل گو شعرا نے بھی غزل میں عشق کے اس نظریے کی عکاسی کی۔شہیدزندہ ہے یہ قرآن پاک میں کہا گیا ہے۔ قومی گیتوں میں شہدا کی شہادت کو طرح طرح سے رقم کرکے خراج تحسین پیش کیا گیا ۔شہادت کے خیالات اردو غزل نے بھی قومی گیتوں سے اخذ کیے۔غزل گو شعرا نے سپاہیوں اور ان کی شہادت کے اس عظیم موضوع کو لے کر اشعار کہے ہیں۔نہ صرف ایسے اشعار میں دوسروں کی شہادت کو خراج تحسین پیش کیا گیا بل کہ غزل میں ایسے بھی کئی اشعار ملتے ہیں جس میں شاعر اس خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ وطن کی خاطر موت آجائے اور ہم اس پاک سر زمین کی بقا کی خاطر اپنی جان قربان کر دیں۔

''یہ اور بات شہیدوں میں پھر بھی مل نہ سکا
وطن کی رہ میں کئی بار سر سے گزرا ہوں'' (9)

۱۹۶۵ع کی جنگ کو معرکہ حق و باطل کہا گیا۔یہ جنگ کسی مادی آسائش کے لیے نہیں لڑی گئی بل کہ اپنی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت اور نظریے کی بقا کے لیے لڑی گئی ۔ قومی گیتوں معرکہ حق و باطل کو مختلف معنوں میں استعمال کیا گیا۔اسلامی پس منظر میں مختلف ادوار میں خیر و شر اور حق و باطل کی کئی جنگیں لڑی گئیں۔ معرکہ حق و باطل میں متعدد مرتبہ اس حقیقت کا اظہار بھی کیا گیا کہ جیت ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔اردو غزل میں بھی معرکہ حق و باطل مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔یہاںمعرکہ حق و باطل کا یہ استعارہ مذہبی استعارے سے نکل کر آفاقی استعارہ بن جاتا ہے۔جس میں ہر مذہب ،سماج اور طبقے پر ظلم کے خلاف لڑنے اور حو صلے کی ترغیب ہے۔جب بھی جبر و استبداد اور ظلم کا نیا باب کھلتا ہے تو ذہنی راہداری خود بخود ان معرکوں کی سمت مڑتی

ہے۔اس کے توسط سے استبدادی قوتوں سے قوم کو ٹکرانے کا حوصلہ ملتا ہے۔معرکہ حق و باطل کو کہیں بطور تشبیہ و استعار ہ کے استعمال کیا گیا ۔معرکہ حق و باطل کو کبھی تنہا تو کبھی کسی اور لفظ کے ساتھ ملا کر جہاں ضرورت پڑی وہاں استعمال کیا گیا ۔

"آیا جو وقت معرکئہ حق و کفر کا
کیوں صاحبانِ کشف و کرامات سوگئے" (10)

عین سلامؔ کی غزل کے اس مطلع میں یہ استعارہ ،مذہبی استعارے کے اثرات سے نکل کر آفاقی بن جاتا ہے لکھتے ہیں:

"تم نہ یوں جذبہ باطل سے ملو
لگ کے سینے سے مرے دل سے ملو" (11)

اسلام میں عورت کو اہم مقام و مرتبہ دیا گیا ہے ،جوکسی دوسری ترقی یافتہ قوم میں عورت کو حاصل نہیں ہے ۔اسلام میں خواتین کو مردوں کے مساوی حقوق دیے گئے ہیں۔اسلام نے عورت کو باعزت مقام دیا ۔بہ حیثیت ماں ،بہن ،بیٹی اور بیوی کے کے جائز مقام دیا۔عورت کی فطری صلاحیتوں اور اس کے باعزت مقام و مرتبے کا اعتراف قومی گیتوں میں کیا گیا ہے۔ معاشرے کی تعمیر میں عورت کی بہت اہمیت ہے،جو نسلوں کی تعلیم و تربیت اور انسانیت کی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرتی ہے۔ قومی شاعری میں ایسے موضوعات پر سب سے پہلے مولانا الطاف حسین حالی نے توجہ کی ۔ان کے اثر سے قومی گیتوں میں بھی یہ موضوعات در آئے۔گیتونان مثالی عورتوں کو متعدد مرتبہ مو ضوع سخن بنایا گیا۔۱۹۷۶ع میں جمیل الدین عالی کے کتابچے جیوے جیوے پاکستان میں مولانا الطاف حسین حالی کی طرز پر لکھے ترانے پاکستانی خواتین کا ترانہ کو بھی کافی پذیرائی ملی۔ محبت، وفا کے ایسے پیکراردو غزل میں بھی موضوع بنے۔ ایسی مثالی عورتوں کے کردار قومی گیتوں کے اثر سے اردو غزل میں آئے۔ صدفؔ غوری اس حوالے سے کہتی ہیں:

"تری ہی بدولت اجالا ہے گھر کا
تو گھرکی ہے عزت حوالہ ہے گھر کا
وفا و محبت سے رہنا ہمیشہ
کہ دستورِ ہستی نرالا ہے گھر کا" (12)

اسیری مظالم و مصائب یہ تما م مضامین غزل اور گیتوں میں مشترکہ کہے جاتے ہیں ۔گیتوں کے وضع کردہ اس شعری اسلوب کے بعد پاکستانی اردو غزل کی نئی انفرادی شناخت کا تعین ہو جاتا ہے۔

اردو نظم پر قومی گیتوں کے اثرات

قومی و ملی موضوعات کے لیے صنفِ نظم خاص طور پر اہمیت کی حامل ہے ۔کیوں کہ یہ موضوعات نظم ہی کے زمرے میں آتے ہیں ۔ ابتدامیں حالی اور اقبال جیسے شعرا کے توسط سے صنف نظم کو ملی و قومی اقدار سے شناسائی ہوئی۔ان شعرا نے قوم و ملت کے مضامین کو اردو نظم میں سمو کر جدید نظموں کے لیے بھی راہ ہم وار کی۔اردو نظم کو اسلامی تہذیب و ثقافت کے بھر پور رنگوں سے آشنا کیا ۔انہوں نے اپنی نظموں کے لیے ایسے موضوعات کا انتخاب کیا جو عوام الناس سے متعلق تھے ۔ان میں حب الوطنی،قومی جذبے اور اسلامی ممالک کے مسائل کی روایت ڈال کر ایک ایسی فکری روش کو سامنے لائے جسے بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔اقبال کے ہاتھوں اردو نظم اسلامی ممالک کے مسائل اور مغربی ممالک کے اسلام سوز عوامل سے بھی آگاہ ہوئی۔اس کے بعد۱۸۵۷ع ،پھر برصغیر کی تقسیم ،قیام پاکستان کے بعد ۱۹۶۵ع اور ۱۹۷۱ع کی جنگوں کے بعد اردونظم نئے ادوار میں داخل ہوتی رہی۔ان مختلف ادوار میں اس میں مختلف رجحانات ابھرتے رہے۔قیام پاکستان کے بعد سیاسی تضادات،قومی انتشار کی بہ دولت نظم میں مایوسی ،اداسی دکھ کرب، بغاوت ،نعرے بازی ،احتجاج ،طنز و استہزاکی کیفیت جیسے رجحانات ابھرے۔سیاسی حالات کی بہ دولت نظم میں احتجاج کا رنگ گہرا ہونے لگا۔اس انقلابی رنگ کی بہ دولت قوم کوحقائق اورسچائیوں سے آگاہ کرنے کی سعی ملتی ہے۔ اس احتجاجی رنگ سے اردو نظم قومی تشخص اور شناخت عطا ہوئی ۔ حب الوطنی ایک ایسا موضوع تھا جو ہر دور میں کسی نہ کسی صورت نظم میں موجود تھا۔حب الوطنی کا ایک زاویہ سیاسی شعور کی صورت میں بھی ابھرا۔اس نوعیت کی حب الوطنی میں دو نمایاں رجحانات سامنے آئے ۔جن کے تحت ایک میں وطن سے محبت کا اظہار ہے تو دوسری طرف غیر پائے دار سیاسی نظام پر طنز ہے ۔ان حالات کے پس منظر میں شعرا کے اسلوب میں تندی تیزی،جذباتی پن،قنوطیت، تلخی اور کڑواہٹ جھلکتی ہے۔نظمونمیں مغربی تہذیب و ثقافت سے اثر پذیری کی بہ دولت مرعوبیت کے رنگ بھی گہرے تھے۔ترقی پسندوں کی بہ دولت اردو نظم میں مذہب سے بے زاری کے رجحانات پروان چڑھے۔مذہب اور خدا سے دوری کا رویہ بھی سامنے آیا۔نامساعد سیاسی حالات کی وجہ سے سیاست سے برہمی بھی دیکھنے کو ملی ۔قیام پاکستان کے بعد اردو نظم میں قومی و ملی جذبات کا اہم دور پاک بھارت جنگوں سے شروع ہوتا ہے۔بھارت کے ۱۹۶۵ع کے حملے سے اردو نظم میں قومی شعور اور حب الوطنی کے جذبات کا نیا باب کھلتا ہے۔نظم میں خصوصی طور پر ملکی سالمیت اور قومی یک جہتی کے جذبات پروان چڑھتے ہیں ۔شعرا کا لہجہ بھی رجائی ہوجاتا ہے۔حوصلہ ،امید آگے بڑھنے کا احساس ابھرنے لگتا ہے ۔۱۹۶۵ع کے بعد کی نظم میں خطہ پاک کے حوالے سے قومی احساسات کی ترجمان بنتی ہے۔

یہ دور قومی گیتوں کی تخلیق کے حوالے سے خصوصی طور پر اہم ہے ۔اس دور میں کثر ت سے قومی گیت تخلیق کیے گئے۔ جب کوئی صنف غالب آجاتی ہے تو شاعری کی دیگر اصناف پر اس کا اثر پڑنا عام سی بات ہے۔قومی و ملی گیتوں کا رخ بدلنے سے اردو نظم بھی نئی کروٹ بیٹھی۔پاکستان کا ادبی مزاج اسلامی تہذیب و ثقافت کی روایات کا حامل ہے ۔گیتوں کے اثر سے نظموں میں مغربی مرعوبیت کے اثرکا رنگ مدہم پڑنے لگا ۔اس کے برعکس اسلامی تہذیب و ثقافت اور روایات اردو نظم میں داخل ہونے لگیں ۔شعرا نے اسلامی روایات کے ساتھ رشتہ استوار کرکے اسلامی ادبی قومیت کو ابھارنے کی سعی کی ۔الفاظ و تراکیب،تلمیحات و اصلاحات کے وسیلے سے پاکستانی قوم کو اسلامی تاریخ کے سنہرے دور سے آشنا کیا گیا۔اس اسلامی تہذیب و ثقافت کے ساتھ پاکستان کے جغرافیائی اور ارضی حوالے ایک مخصوص شناخت کے ساتھ نظموں میں ابھرے۔پاکستان کے چاروں صوبوں کی علاقائی اور مقامی عناصر کی اردو نظم کی مجموعی فضا میں گھل مل کر دھرتی سے محبت اور اپنی تہذیب سے وابستگی کا اظہا ر کرتے ہیں۔قومی گیتوں میں جس طرح قوم کے ہیروز کو خراجِ تحسین پیش کرنے کا رجحان سامنے آیا ۔نظموں کے توسط سے بھی ایسے کرداروں کو پیش کیا گیا جو قومی و ملکی زندگی کا نمائندہ ہیں۔نظم میں بھی قوم کے ہیروز اور محسنین کو خراج تحسین پیش کرنے کا رجحان ابھرا۔وطن کی خاطر جان قربان کرنے والے بہادر جاں بازوں کو سلام پیش کیا گیا۔ذکیہ بہروز نظم پاک فوج ،میں مملکت کے پاسبانوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

''یہ پاک فوج کے جواں ہیں مملکت کے پاسباں
یہ ملک اور قوم پر کریں نچھاور اپنی جاں
ہمیں محبت ان سے ہے ہمیں عقیدت ان سے ہے
بقائے مملکت ہیں یہ ہماری عظمت ان سے ہے
یہ پاک فوج کے جواں ہیں مملکت کے پاسباں''(13)

اس اثر پذیری سے نظم پاکستان کے تہذیبی ماحول کے قریب آئی ۔اہم قومی موقعوں کو بھی اردو نظم میں طرح طرح سے رقم کرکے ان خاص دنوں کی قومی اور تاریخی اہمیت کو اجاگر کر کے حب الوطنی کا ثبوت دیا گیا۔ دفاع ارضِ وطن ۶ ستمبر میں ذکیہ بہروز یوم دفاع کی اہمیت کو اجاگر کرتے ہوئے لکھتی ہیں:

''دعائے حفظ چمن ہم پہ فرض ہے لوگو
دفاع ارض وطن ہم پہ فرض ہے لوگو

ہر ایک سختی و تلخی سے ماں بچاتی ہے

ادائے قرض کہہ ہم پہ فرض ہے لوگو‘‘ (14)

۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد ارض پاک سے محبت اور وابستگی کا شدید رجحان ابھرا۔ارضِ پاک کے دل کش اور حسین مظاہر بھی نظم کا حصہ بنے۔بقا، تحفظ ،بہترین مستقبل کے سہانے خواب ،اردوں کی پختگی ،عزم و ہمت اردو نظم کا موضوع بنے۔اردو نظم میں اسلامی ممالک کے مسائل اور ان پر ڈھائے جانے والے مظالم کو بھی موضوع بنایا گیا۔یہ نظم اپنے جغرافیائی خطے کے مسائل کو بھی بھر پور انداز میں پیش کرنے لگی ۔پاکستان میں اقتدار کی پالیسیوں اور غریبوں کے استحصال کو نظم کا موضوع بنایا گیا۔ ۱۹۷۱ء کا سال ملکی تاریخ کا سیاہ دور ہے۔یہ قومی سانحہ بھی نظموں کا موضوع بنا ۔اس المیے نے قوم کے احساسات کو بری طرح سے متاثر کیا۔نظموں میں ان وجوہات کو بھی سامنے لایا گیا جوسانحہ مشرقی پاکستان کا محرک بنے۔اس دور کی نظموں میں خو د احتسابی کا رنگ بھی ابھرتا ہے۔سانحہ مشرقی پاکستان کے دوران،اسیران جنگ بھی نظموں کا موضوع بنے اور قید سے رہائی پانے پر ان کا استقبال کر کے خوشی کا اظہار بھی کیا گیا۔

گیتوں کی حددرجہ مقبولیت کے بعد قومیت اور وطنیت کا احساس اردو نظم میں بھی توانائی کے ساتھ ابھرا۔۱۹۶۵ء کے بعد قومی و ملی روایات نے اردو نظم نگاری کو ایک منفرد تخلیقی تجربے سے آشنا کیا۔اردو نظم میں یہ تخلیقی تجربہ دو طرح کے رنگوں سے ابھرا ۔وطن پرستی اور قومیت کا احساس پاک ۱۹۶۵ء کی جنگ کے بعد ابھرا جب کہ۱۹۷۱ء کے بعد یہ احساس سانحہ کرب اور دکھ میں بد ل گیا۔تاہم قومی گیتوں کے توسط سے اسلامی تعلیمات کا عکس نظموں میں بھی ابھرا۔ اللہ اور رسول سے محبت کے مضامین کثرت سے باندھ کرایک تہذیب رقم کی گئی۔قوم کی بقا تشخص اور دو قومی نظریے جیسے رجحانات نے اردو نظم میں جگہ پائی ۔وطن کی خاطرشہید ہونے والے بھی خصوصی طور پر اردو نظم کا موضوع بنے ۔فارس مغل وطن کی حرمت پر قربان ہونے والے شہدا کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

‘‘اُنہی شہیدوں کا خون اک دن لائے گا رنگ دیکھنا تم

وطن کی حُر مت پہ کٹ مرے جو تری مری زندگی کی خاطر’’ (15)

دھرتی ماں کی عظمت ،بلندمقام و مرتبے کو بھی موضوع بنایا گیا ۔گیتوں کی طرح یہاں بھی جنم دینے والی ماں کے مقابلے میں دھرتی ماں کو زیادہ اہمیت دی گئی۔حاوی

اعظم آزادی اور وطن میں، دھرتی ماں پر محبت و عقیدت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''جوماں نہ ہو تو وطن کی ہر ایک'ماں مری ماں ہے

کروڑ ماؤں سے ممکن نہیں وطن کا ازالہ

جو ماں کی سانس اڑی ہو ' تو کیا نکال دی جائے

وطن ہو لاکھ زبُوں حال 'لاکھ مائوں سے اچھا'' (16)

پاکستان کی تہذیب میں جہانشاہی قلعہ لاہور،مزار قائد ایک اہم قومی و تاریخی عنصر ہے ۔وہاں زیارت ریذیڈنسی بلوچستان کا بھی خاص قومی و تاریخی مقام و مرتبہ ہے۔قائد اعظم نے اپنی زندگی کے آخری ایام زیارت ریذیڈنسی بلوچستان میں گزارے تھے۔اس خوبصورت ،پرفضا مقام کی تاریخی اور قومی حیثیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس موضوع کو بھی اردو نظم میں جگہ دی گئی ۔عذرا مرازنظم زیارت ریذیڈنسی میں لکھتی ہیں:

''کالے سرخ گلابوں میں

اور خوشبو کے سیلابوں میں

یہ مسکن ڈوبا رہتا ہے

قائد کے زندہ خوابوں میں'' (17)

مٹّی سے محبت شعرا کی نظموں کا مرغوب موضوع قرار پائے۔یہ نظمیں اپنی زمین سے محبت کے احساس کو اجاگر کرتی ہیں۔اردو نظم میں بھی قومی گیتوں کی طرح پاک وطن کی توقیر بڑھانے ،وقت آنے پر شمشیر اٹھانے کے عہد و پیماں کیے گئے۔دین اسلام کے تحفظ کا اظہار کثرت سے ملنے لگا۔وطن کی حفاظت ،بقا اور سلامتی کا جذبہ ہر شاعر کے ہاں دکھائی دیا۔ اردو نظم نے پاکستان کی علاقائی فضائوں سے بہت سی علامتیں اخذ کرکے جذب کیں۔ قومی گیتوں سے اثر پذیری کے سبب اردو نظم پاکستانی تہذیبی و معاشرتی جہات کا احاطہ کرنے کی سعی کرتی ہے ۔ان جنگوں کے بعد اردو نظم میں پاکستانی تہذیبی و ثقافتی عناصر نمایاں ہوتے ہیں۔

اردد قطعہ نگاری پر قومی گیتوں کے اثرات

قطعہ چار مصرعوں پر مشتمل ہوتا ہے ۔قطعہ کے ان چار مصرعوں میں کسی مضمون کو نظم کیا جاتا ہے۔قطعہ جتنا شگفتہ،پر اثر اور مربوط ہو گا اتنا ہی مقبول ہوگا۔شعرا

نے قومی قطعات بھی لکھے ۔اکثر و پیشتر قطعہ جات قومی گیتوں نگاری کے اثرات سے بھی مزین ہیں۔شعرا نے عصر حاضر کی سیاسی و سماجی صورت حال کو بھی ان میں جگہ دی۔ان میں دعوت عمل اور مقصدیت کا رنگ بھی گہرا دکھائی دیتا ہے۔جذبہ ایمان ،جوش کردار کا سبق بھی دیا گیا۔معرکہ حق و باطل کا استعارہ غزل کے علاوہ شاعری کی تقریبا تمام اہم اصناف میں پرورش پاتا رہا ہے۔اس استعارے نے ایک نئے اظہار اور شعری رجحان کی شکل اختیار کر لی۔غیر ملکی استحصالی قوتیں ،برطانوی سامراج،حق و باطل کے خلاف آواز اٹھانا ،جدو جہد کرنا حق ہے ۔اردو شاعری میں اس کا احساس انیسویں صدی میں ہوا ۔سرسید ،حالی ،آزاد اور اقبال نے اس کے لیے زمین ہم وار کی ۔۱۹۶۵ع کی جنگ کے بعد یہ استعارہ اردو شاعری کی تقریبا تمام اصناف میں برتا گیا۔شعرا نے اس جنگ کومعرکہ حق و باطل کی نگاہ سے دیکھتے ہوئے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔اس تناظر میں شہادت کے موضوع پر بے شمار قومی گیت لکھے گئے ۔ان تما م روایات کا اثر قطعہ نگاری پر بھی پڑا۔قومی گیت کی طرز پرمظفر وارثی اس قطعہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مرنے والوں کو ان کے ثمرات سے آگاہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مارا جائے خدا کی راہ میں جو
شاخِ جاوید پر وہ کھلتا ہے
زندہ لوگوں کی طرح اس کو بھی
رازقِ کل سے رزق ملتا ہے" (18)

حق و باطل کا فرق ،اظہار ِحق کی بے باکی،اخلاق و آداب کا اظہار،حب الوطنی،مساوات کا اظہار قومی گیتوں کے ذریعے سے ہوا۔ قرآن و احادیث کی روشنی میں جہاد کرنے والوں اور راہ حق میں مرنے والوں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا۔ قومی گیتوں میں اس موضوع پر کثرت سے قلم اٹھایا گیا ۔یہ صورت حال صرف گیتوں تک محدود نہ رہی بل کہ قطعات میں بھی اس کی اثر پذیری دکھائی دی۔ان قطعات میں بھی ۱۹۶۵ع کی جنگ کے تناظرمیں جوش جذبے ،جہاد کی ترغیب کا اظہار ملتا ہے۔یہ قطعات قومی تاریخ اور واقعاتی پس منظر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

۲۳ مارچ کا دن پاکستان کی تاریخ میں اہم حیثیت رکھتا ہے ۔اس نسبت سے اس دن کو ہر سال منانے کا رجحان سامنے آئے ۔نہ صرف ۲۳ مارچ بل کہ دیگر اہم قومی دنوں کو۱۴ اگست،یوم دفاع،۲۵ دسمبر وغیرہ کو سرکاری سطح پر منایا جانے لگا۔حب الوطنی کے بیان میں قومی گیتوں نے ان مو ضوعات کو سر فہرست رکھا ۔یہ موضوعات گیتوں کی راہ سے اردو شاعری میں بھی در آئے۔شعرا نے ایسے مضامین جن میں اخلاقی پہلو نمایاں تھے

-قطعات میں سمیٹ لیے-قطعات میں برتے جانے والے استعارے ،محاورات و مرکبات اور علامات قومی گیتوں کے اثر کو ظاہر کرتے ہیں-یہ اثرپذیری قطعہ کے اسلوب پر بھی اثر انداز ہوئی-رئیس امروہوی کے اس قطعے کے اسلوب میں قومی گیتوں کی بازگشت سنائی دیتی ہے:

''انکار ہے کیا تیری حقیقت سے کسی کو

اے فرضِ وطن فرضِ وطن فرضِ وطن بول

کیا تیری محبت پہ اجارہ ہے کسی کا

اے ارضِ وطن ارضِ وطن ارضِ وطن بول'' (19)

اردو ہائیکو نگاری پر قومی گیتوں کے اثرات:

ہائیکو بنیادی طور پر جاپانی صنف سخن ہے-جو ۵-۷-۵ کا آہنگ ہے-یہ تین مصرعوں پر مشتمل ہے-جاپان میں اس کے مو ضوعات مناظر فطرت سے متعلق ہیں-اردو میں ہائیکو جاپانی ہائیکو کے اثر سے آئی-پاکستان میں اردو ہائیکو کا دامن وسیع ہے-اس کے موضوعات میں تنوع پایا جاتا ہے -اس میں سیاسی ،سماجی قومی ،وطنی ،حسن و عشق غرض ہر طر ح کے مضامین کی گنجائش ہے-قومی گیت نگاری نے رفتہ رفتہ ہائیکو کو نئی شعریات سے روشناس کیا-زندگی کے دیگر ثقافتی مظاہر ساتھ ساتھ قومی و ملی مضامین بھی ہائیکو کا حصہ بنے-حب الوطنی،وطن کے دل کش و خوبصورت مناظر،قومی و ملی کرداروں کے علاوہ اس خطے کی عشقیہ داستانوں کے کردار بھی ہائیکو کا حصہ بنے-موضوعات کے تنوع کے حوالے سے نجیب الرحمن ،بلوچستان میں اردو ہائیکو میں لکھتے ہیں:

''مو ضوعاتی اجتہاد کا سب سے اہم زاویہ نگاہ یہ تھا کہ ہائیکومیں غزل کی طرح

ہر قسم کے مضامین باندھنے کی گنجائش ہے-'' (20)

اردو ہائیکو نے قومی گیتوں سے ان مانوس حقیقتوں کو بھی اخذکیاجو پاکستانی معاشرے،یہاں کی تہذیب و ثقافت کی ضامن ہیں،جو ارد گرد بکھری ہوئی ہیں جنہیں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا-ہائیکو نگاروں کو اپنی تہذیب اور تاریخ سے بہت لگاؤہے-انہوں نے اپنے خطے کی تہذیب اور جذبہ حریت کو بھی اس میں انفرادیت کے ساتھ سمویا-جبر اور غلامی کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا-آزادی اور تشخص کا سبق دیا-آزادی کی قدر کا درس بھی دیا گیا-اردو گیتوں کی طرح سپاہیوں کے حوصلے بلند کیے- ان کی جرات ،ہمت ،عظمت

،عزم و استقلال کو خراج تحسین پیش کیا۔جذبہ جہاد کی ترغیب دی۔وطن کی عظمت اور محبت کے گیت بھی گائے۔ہائیکو میں بلو چی ،پنجابی،پشتو اور پاکستان کی دیگر علاقائی زبانوں کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے ۔اس صنف میں برتی جانے والی ان لفظیات کے ذریعے یہاں کا حقیقی تشخص ظاہر ہوتا ہے۔

''چنگ بجانا ہے

آج تو کوہ چلتن پر

اسے بلانا ہے'' (21)

چنگ یا چھنگ موسیقی کا آلہ ہے جسے خوشی کے موقع پر بجایا جاتا ہے ۔اسے دانتوں اور ہونٹوں تلے داب کر انگلیوں کی حرکات سے بجایا جاتا ہے ۔جب کہ چلتن کوئٹہ کا مشہور پہاڑ ہے ۔ان ہائیکو میں برتی جانے والی یہ لفظیات نہ صرف یہاں کے حقیقی تشخص کو ظاہر کرتی ہیں۔بل کہ یہ لفظیات الگ تشخص کی نمائندگی کرتی ہیں۔قومی گیتوں میں پہلے پہل یہ رجحان پنجابی زبان کے حوالے سے دیکھنے کو ملا۔رفتہ رفتہ اس رجحان کو اس قدر مقبولیت حا صل ہوئی کہ آج اردو کی دیگر اصناف میں بھی پاکستانی زبانوں کے الفاظ کا استعمال کیا جا تا ہے۔اس رجحان کے تحت نئی علامتیں اور استعارے تخلیق ہوئے اور پرانی علامتیں نئی معنوی وسعت کے ساتھ آشنا ہوئیں۔

معرکہ بدروحنین،معرکہ کربلا اور اس کے متعلقات کو بطور شعری استعارہ کے استعمال کر کے اردو شاعری میں خلوص،والہانہ جذبوں کی سربلندی کو سامنے لایا گیا۔یہ استعارہ حق و باطل کی جنگ کے دوران باطل کی شکست اور حق کی سر بلندی کو بھی ابھارتا ہے۔جنگ ستمبر کو بھی حق و باطل کی تمیز کہا گیا۔اس حوالے سے حق و باطل کا تضاد بھی ایک ایسا استعارہ ہے جو قومی گیتوں مینخصوصی طور پر برتا گیا۔حمایت علی شاعراس کی وضاحت ان الفاظ میں کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''گیتا اور قرآن

کافر ،مومن کی پہچان

سوچے کیا انسان'' (22)

وطن سے گہری محبت ،اس کے ہمیشہ قائم و دائم رہنے کی تمنا ہائیکو میں بھی دکھائی دی۔محب وطن شعرا کے ہاں سرزمین پاکستان سے گہری لگاوٹ کا اظہار کسی نہ

کسی صورت میں ضرور ملتا ہے۔محسن شکیل اس ہائیکو میں اپنے وطن پاکستان کے ہمیشہ قائم و دائم اور شاد و آباد رہنے کی تمنا اس انداز میں کر رہے ہیں:

‘‘بہتا ہے دریا

بستی یہ آباد رہے

کہتا ہے دریا’’ (23)

قیا م پاکستان کے قلیل عرصے میں قومی گیت نگاری کی روایت کو جو استحکام نصیب ہوا رفتہ رفتہ ان کے اثرات دیگر شاعری پر بھی اثرات ثبت ہوئے۔ہندوستانی تہذیب سے رشتہ منقطع کر کے اسلامی تہذیب کے ساتھ رشتہ جوڑا گیا۔اردو شاعری میں قومی یک جہتی،تہذیب و ثقافت،علاقائی ہم آہنگی،یگانگت،ارضِ پاک کی مٹّی کے خیالات مختلف النوع شکلوں میں ابھرے۔پاک بھارت جنگوں کے بعد قومی و ملی موضوعات،سیاسی و سماجی مسائل ادب و شاعری کا محور و مرکز بنے۔زندگی کی قدریں بدل گئیں۔وطن کی بقا،تحفظ، سالمیت،حب وطن،معاشرتی ،اصلاحی،قومی و ملی ترقی کے خیالات عام ہوئے۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ شعرا نے ان مضامین کو وسعت کے ساتھ پیش کیا ۔ قومی گیتوں میں برتے جانے والے الفاظ ،تشبیہات و استعارات تخلیقی فکر کے ساتھ ہم آہنگ ہو کر ایک نئی معنویت کے حامل بن کر ابھرے۔محبوب کا استعارہ صرف انسانی ذات تک محدود نہ رہا بل کہ یہ وطن کا استعارہ بھی ہے۔وہ علامات و الفاظ جو عشقیہ اوررومانی شاعری میں مخصوص تھے ،بعد میں یہی علامات و الفاظ قومی گیتوں کے توسط سے اردو شاعری میں بطور وطن کے بھی استعمال ہوئے۔اردو شاعری میں رومانیت، عش و عاشقی سے گریز کرکے حق و باطل،جبر و استبداد ،اصول و قوانین،مساوات اور وطن کی بقا و سالمیت کو بھی جگہ ملی۔امن ،بھائی چارہ،اخوت،دوستی،بہار قوم،وطن،انسانیت اردو شاعری کے خصوصی مو ضوع قرار پائے۔قومی و ملی مسائل،حب الوطنی نے اردو شاعری میں جگہ پائی۔قومی گیتوں کی طرح اردو شاعری بھی اپنے تہذیبی ورثے پر ناز اں ہے۔

حوالہ جات

1۔جتکؔ،طاہرہ احساس پروفیسر،احساس، کوئٹہ:براہوی ادبی سو سائٹی (رجسٹرڈ)،2017ء،ص 81

2۔ اعتبار سا جد ، امتزاج ،کوئٹہ:قلات پبلشرز،2016ء،ص 120

3۔ مظفر وارثی ،لہجہ،لاہور:ماورا پبلیکیشنز،1984ء،ص172

4۔امجدامجد اسلام ،سحر آثار ،لاہور:گورا پبلشرز،1998ء،ص 42

5- اقبال عظیم،مضراب و رباب ،کراچی:ادارہ ندارد،1983ء،ص 71
6- صدف غوری، ،یہاں جب شام ڈھلتی ہے،لاہور:پزیرائی پبلیکیشنز،2012ء،ص 94
7-اعظم حاوی ،کلیات حاویؔ،لاہور:الحمد پبلیکیشنز،2019ء،ص173
8-اعظم حاویؔ،ایضا،ص122
9-اعظم حاوی ؔ،ایضا،ص355
10- واصف علی واصفؔ ،شب ِچراغ ، لاہور:کاشف پبلی کیشنز،1978ء،ص 147
11- عین سلامؔ ، ، گُھر گُھر ستارگی،کوئٹہ:قلات پبلشرز،2011ء،ص 139
12- صدف غوریؔ،بن جزیرے ،کراچی:رنگ ادب پبلی کیشنز،2016ء،ص 39
13- ؔذکیہ ذکی بہروز،موسم ِگل گزر نہ جائے کہیں،کوئٹہ:بزم خسرو پاکستان،2015ء، ص 119
14- ایضاً ،دریچئہ گل ،،کوئٹہ:ادارہ ندارد،2005ء،ص 88
15- فارسؔ مغل، ،وفا کیسی ! کہاں کا عشق !،کوئٹہ:قلات پبلشرز،2008ء،ص 98
16-اعظم،حاویؔ،کلیات حاویؔ،لاہور:الحمد پبلیکیشنز،2019ء،ص 275
17- عذرامرزا،وفا کا وعدہ نہیں کیا تھا ،،کوئٹہ:قلات پبلشرز،2006ء،ص 107
18- رئیس امروہوی ،قطعات،جلد دوم ،کراچی:رئیس اکاڈیمی،1987ء،ص 89
19- نجیب الرحمن، ،بلوچستان میں اردو ہائیکو ،کوئٹہ:نیو کالج پبلی کیشنز،2013ء،ص 63
20- ایضاً ،ص 105
21- افضل مرادؔ،ترنک،کوئٹہ:ہائیکو سو سائٹی بلوچستان،2001ءص 33
22- حمایت علی شاعر،،کلیات حمایت علی شاعر،(مرتب،قریشی ،انور جبین)،کراچی:ماہنامہ دنیائے ادب،2008ء ص 292
23- محسن شکیل،،سرگوشی،کوئٹہ:قلات پبلشرز،2005ءص81

References

1. Jatak, Tahira Ehsaas Professor, Ehsaas, Quetta: Brahavi Literary Society (Registered), 2017, p. 81
2.Atibarr Sajid intizaj Quetta Qalat publishers 2016.P 120
3. Muzaffar Warsi, Lahja, Lahore: Mawra Publications, 1984, p. 172
4. Amjadamjad Islam, Sahar Athar, Lahore: Gora Publishers, 1998, p. 42
5. Iqbal Azeem, Mudraab wa Rabab, Karachi: Darhad Institute, 1983, p. 71
6. Sadaf Ghori, Here When Evening Falls, Lahore: Pazirai Publications, 2012, p. 94

7. Azam Dhawi, Kuliat Dhawi, Lahore: Al-Hamd Publications, 2019, p. 173
8. Aizan, p. 122
9. Aizan, p. 355
10. Wasif Ali Wasif, Night of Light, Lahore: Kashif Publications, 1978, p. 14711. Ain Salam, Guhar Guhar Stargi, Quetta: Qalat Publishers, 2011, p. 139

12. Sadaf Ghori, Ban Island, Karachi: Rang Adab Publications, 2016, p. 39
13. Zakia Zaki Behrouz, Mosim Igil should not pass, Quetta: Bizm Khusro Pakistan, 2015, p. 119
14. Also, Drachiya Gul, Quetta: Idara Dahard, 2005, p. 88.
15. Persian Mughal, how faithful! Where is the love!, Quetta: Qalat Publishers, 2008, p. 98
16. Azam, Hawi, Kuliat Dhawi, Lahore: Al-Hamd Publications, 2019, p. 275
17. Azra Mirza, "Didn't Pledge Allegiance", Quetta: Qalat Publishers, 2006, p. 107
18. Rais Amrohawi, Qutat, Volume II, Karachi: Rais Academy, 1987, p. 89
19. Najibur Rahman, Urdu Haiku in Balochistan, Quetta: New College Publications, 2013, p. 63. 20. Also, p. 105
21. Afzal Murad, Tarnik, Quetta: Haiku City Balochistan, 2001 p. 33
22. Support Ali Shaar, Kuliat Support Ali Shaar, (Compiler, Qureshi, Anwar Jabeen), Karachi: Mahanama Dunyaye Adab, 2008 p. 292
23. Mohsin Shakeel, Sargoshi, Quetta: Qalat Publishers, 2005 p.81